67886-سارا زیور صدقہ کرنے کی نذرمانی اوراس کے ذمہ زکاۃ بھی ہے توکیا کرنا ہوگا ؟

سوال

ایک عورت بیمار ہوئی تو اس نے نذرمانی کہ اگراللہ تعالی نے اسے شفایابی سے نوازا تو وہ اپنا سارا زیور صدقہ کرے گی، اور شفایابی کے بعد نادم ہوئی !اب اس سوال ہے کہ :

کیا اس نذر کا کفارہ ہے ؟ اوراگر یہ نذرلازما پوری کرنا ہوگی؛ تو اس زیور پر آٹھ برس کی زکاۃ واجب الادہ ہے؛ کیا وہ ان سب سالوں کی زکاۃ ادا کرے گی ؟ اور کیا اسی زیور سے ادا کرنا ہوگی یا نہیں ؟

پسندیدہ جواب

اول :

نذرماننی مشروع نہیں ہے کیونکہ رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے؛اس کی دلیل عبداللہ بن عمر رضی
اللہ تعالی عنہما کی روایت کردہ حدیث ہے ، وہ بیان کرتے ہیں کہ :

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نذر
ماننے سے منع کرتے ہوئے فرمایا :

" یہ کسی چیز کو واپس نہیں کرتی بلکہ
یہ تو بخیل سے نکالنے کا ایک بہانہ ہے "

متفق علیہ ، یہ الفاظ بخاری شریف کے
ہیں.

اس لیے ہر مسلمان مرد و عورت کو نذر
سے دور ہی رہنا چاہیے ، اور اپنے آپ پر ایسی چیز لازم نہیں کرنی چاہیے ہو سکتا ہے
جسے پورا کرنے وہ عاجز آجائے اور وہ نذر پوری کرنی مشکل ہو اور پھر وہ گناہ اور حرج
میں پڑجائے "

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث
العلمیۃ والافتاء (362/23).

باوجود اس کے کہ نذر ماننی اصلا مکروہ
ہے، لیکن جس شخص نے کوئی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کی نذر مانی تو اسے پورا کرنا
لازم ہے؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جس کسی نے اللہ تعالی کی اطاعت و
فرمانبرداری کرنے کی نذر مانی تو وہ اللہ تعالی کی اطاعت و فرمانبرداری کرے، اور جس
نے اللہ کی نافرمانی و معصیت کرنے کی نذر مانی تو وہ اس کی نافرمانی و معصیت نہ کرے
"

صحیح بخاری حدیث نمبر (6202).

دوم :

مالی صدقہ کرنے کی نذر ماننا اطاعت و
فرمانبرداری کی نذر ہے جس کا پورا کرنا لازم ہے.

اور جس کسی نے بھی اپنا سارا زیور
صدقہ کرنے کی نذر مانی ہو تو اس کی دو حالتیں ہیں :

پہلی حالت :

یہ زیور ہی اس کا سارا مال اور پونجی
ہو، تو اس زیور کا ایک تہائی حصہ صدقہ نکالنا کافی ہوگا، امام احمد رحمہ اللہ
تعالی کا یہی مذہب ہے.

اور کچھ اہل علم نے سارا مال ہی صدقہ
کرنا واجب قرار دیا ہے، جن میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالی شامل ہیں.

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

"جس شخص نے اپنا سارا مال صدقہ کرنے
کی نذر مانی ہو تو اس کا ایک تہائی حصہ ادا کرنے سے ادا ہو جائے گا، امام زہری اور
امام مالک رحمہما اللہ تعالی کا یہی قول ہے.

اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی
کہتے ہیں : زکاۃ والا مال سارا صدقہ کرے گا . . .

اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کہتے
ہیں :

وہ اپنا سارا مال صدقہ کرے گا؛ کیونکہ
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جس نے بھی اللہ تعالی کی اطاعت و
فرمانبرداری کرنے کی نذر مانی ہو تو وہ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرے"

اور اس لیے بھی کہ وہ اطاعت کی نذر
ہے، لہذا اسے پورا کرنا لازم ہے، مثلا نماز اور روزے کی نذر.

اور اس کا ایک تہائی حصہ صدقہ کرنے
کی دلیل یہ ہے کہ جب ابولبابہ رضی اللہ تعالی نے کہا کہ میری توبہ میں ہے کہ میں
اپنا سارا مال اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں صدقہ کرتا ہوں،
تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابولبابہ رضی اللہ تعالی کو فرمایا :

"تجھے ایک تہائی حصہ صدقہ کرنا ہی
کافی ہو جائے"

علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے
مشکاۃ المصابیح حدیث نمبر (3439) کی تخریج میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور کعب بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ
بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا : اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم : میری
توبہ میں یہ بھی ہے کہ میں اپنا سارا مال اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کے لیے صدقہ کرتا ہوں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اپنا کچھ مال رکھ لو" متفق علیہ.

اور ابوداود کی روایت میں ہے :

"تیرے لیے ایک تہائی حصہ (کا صدقہ
کرنا) کافی ہو جائے گا"

علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی صحیح
ابوداود حدیث نمبر (3319) میں کہتے ہیں: اس کی سند صحیح ہے. انتہی.

دیکھیں: المغنی لابن قدامہ المقدسی (
340/11) کچھ کمی و بیشی کے ساتھ.

معنی یہ ہوا کہ: اگر نذر مانی ہوئی
معین چیز سارے مال کو اپنے اندر سمولے تو اس کا حکم اس شخص کا حکم ہوگا جس نے اپنا
سارا مال صدقہ کرنے کی نذر مانی ہو، تو اس کے لیے ایک تہائی حصہ صدقہ کرنا کافی
ہوگا.

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ
تعالی کہتے ہیں:

"سنت میں ہے کہ جس شخص نے اپنا سارا
مال صدقہ کرنے کی نذر مانی ہو اس کے لیے ایک تہائی حصہ صدقہ کرنا کافی ہوگا، کیونکہ
سارا مال صدقہ کرنے میں ضرر ہے"

دیکھیں: الفتاوی الکبری (188/6).

اور ابن قیم رحمہ اللہ تعالی نے بھی
اسی طرح "اعلام الموقعین (165/3)" میں کہا ہے.

اور راجح وہی ہے جس کی طرف حنابلہ
گئے ہیں، اور مستقل فتوی کمیٹی "اللجنۃ الدائمۃ" کا فتوی بھی یہی ہے، کمیٹی سے
مندرجہ ذیل سوال دریافت کیا گیا:

اگر کسی شخص نے ہمیشہ اپنی ساری
تنخواہ اللہ تعالی کے راستے میں دینے کی نذر مانی تو اس کا حکم کیا ہے؟

کمیٹی کا جواب تھا:

"آپ کے لیے تنخواہ کا ایک تہائی
صدقہ کرنا کافی ہوگا، کیونکہ جس نے اپنا سارا مال صدقہ کرنے کی نذر مانی تھی اسے
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا :

"تجھ سے ایک تہائی حصہ کی ادائیگی
کفائت کر جائے گی"

اسے ابوداود نے روایت کیا ہے. انتہی

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث
العلمیہ والافتاء (225/23).

دوسری حالت :

اس کے پاس زیور کے علاوہ اور بھی مال
ہو، تو اس عورت پر اپنی نذر کے مطابق سارا زیور صدقہ کرنا لازم ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

"اور جب کوئی شخص اپنے مال میں سے
کوئی معین یا مقدار مثلا ایک ہزار روپے صدقہ کرنے کی نذر مانے تو امام احمد سے
روایت کیا جاتا ہے کہ : اس کا ایک تہائی دینا جائز ہے؛ کیونکہ اس نے مال صدقہ کرنے
کی نذر مانی ہے، تو اسے کے لیے ایک تہائی صدقہ کرنا کفائت کر جائے گا، سارے مال کی
طرح.

اور صحیح مذہب یہی ہے کہ وہ سارا ہی
صدقہ کرے، کیونکہ اس نے وہ مال نذر مانا ہوا ہے، اور وہ فعل نیک و صالح اور اللہ
تعالی کا قرب حاصل کرنے کے لیے ہے، لہذا سب نذر والی اشیاء کی طرح اسے بھی پورا
کرنا لازم ہے، اور اللہ تعالی کے مندرجہ ذیل فرمان کے عموم کی بنا پر بھی :

{وہ نذروں کو پورا کرتے ہیں
} الانسان (7).

اختلاف تو سارے مال میں ہے کیونکہ اس
میں حدیث وارد ہے، اور اس لیے بھی کہ سارا مال صدقہ کرنے میں ضرر لاحق ہوتا ہے، الا

یہ کہ یہاں اگر نذر سارا مال ہی اپنے اندر سمولے تو پھر اسی طرح ہوگا"

دیکھیں : المغنی لابن قدامہ المقدسی (
.(340/11

سوم :

رہا مسئلہ زیور کی زکاۃ کا : تو اس کے
آٹھ برسوں کی زکاۃ ادا کرنی ضروری ہے، چاہے (پچھلی تفصیل کے مطابق) ہم سارا زیور
صدقہ کرنے کا کہیں یا ایک تہائی دونوں حالتوں میں اس کی زکاۃ ادا کرنا ضروری ہے؛
کیونکہ زکاۃ اس پر ایک قرض اور واجب ہے، اور اس کا نذر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں،
لیکن اگر زیور کی زکاۃ سارا زیور ہی بن جائے تو پھر اسے زکاۃ کسی اور مال سے ادا
کرنی چاہیے نہ کہ وہ زیور ہی زکاۃ میں دے دے.

اور اگر اس پر زیور کا ایک تہائی حصہ
صدقہ لازم آتا ہو تو اس کے لیے باقی زیور سے زکاۃ ادا کرنی جائز ہے اگر زیور اس
کے لیے کافی ہو اور دوسرے مال سے بھی.

واللہ اعلم.